آزر کون؟

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر تھا۔ آزر کافر تھا۔ یہ اہل السنہ والجماعۃ کا نظریہ ہے۔ شیعہ اوران کے ہم خیال لوگوں کے نزدیک آزر ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا۔ ان کا یہ موقف بے دلیل ہے۔

قرآن وسنت کے وہی مفاہیم ومطالب برحق ہیں، جو ائمہ اہل سنت نے بیان کر دیئے ہیں۔ ہر وہ دلیل جو سلف امت کے متفقہ فیصلوں کے خلاف جا رہی ہو، بھلے لوگ باور کروائیں کہ فلاں دلیل قرآن و حدیث میں موجود ہے، پھر بھی وہ دلیل قبول نہیں کی جا سکتی، کہ قرآن وسنت کا معنی ومفہوم سلف کے یہاں سمجھا جا چکا ہے۔ اب جو کوئی نئ دلیل و نظریہ لائے گا، سلف کی مخالفت کرے گا اور سلف کی مخالفت میں کسی طرح حق نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ اگر اس دلیل سے وہ مسئلہ ثابت ہو رہا ہوتا تو سلف وہ مسئلہ اخذ کر چکے ہوتے۔

یاد رہے کہ کسی مسلمان کو کافر اور کسی کافر کو مسلمان قرار دینا انتہا پسندی کی قبیل سے ہے اور اہل سنت ان انتہائی رویوں سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں۔

اللہ کے پیغمبر جناب ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام قرآن مجید نے آزر بتایا ہے۔ اسی طرح آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کا نام آزر بیان کیا ہے۔ اس کے دلائل ملاحظہ ہوں:

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ﴾ (الانعام: 74)

''جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آزر سے کہا۔''

''اب'' کا حقیقی معنی باپ ہے۔ گو یہ لفظ مجازا چچا پر بھی بولا جاتا ہے۔ لیکن حقیقی معنی کو چھوڑ کر مجازی معنی کی طرف جانا درست نہیں۔ خصوصا اس وقت جب کوئی قرینہ اس پر دلالت نہ کرے۔

مجازی معنی صرف اس وقت لیا جاتا ہے جب حقیقی معنی مراد لینا ممکن نہ ہو، یا کوئی قرینہ مل جائے۔ یہاں ایسا کوئی قرینہ نہیں مل سکا جس سے آزر کو ان کے باپ کی بجائے چچا قرار دیا جا سکے۔ قرآن کریم میں جتنی بھی دفعہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ ہوا ہے، جہاں جہاں ان کا مکالمہ مذکور ہوا ہے، وہاں وہاں ابیہ کا لفظ آتا ہے۔ وہ اپنے باپ اور قوم سے مخاطب ہوتے ہیں، کہیں بھی ایسا نہیں آیا کہ وہ کسی وقت اپنے چچا سے مخاطب ہوئے ہوں۔

شیعہ کے نظریے کے پیچھے ان کا وضع کردہ ایک قاعدہ کھڑا ہے، وہ قاعدہ یہ ہے کہ انبیا کے باپ کافر نہیں ہوتے، اب ان کے پاس اس قاعدے کی کوئی دلیل تو ہے نہیں، لیکن اس قاعدے کو لے کر وہ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے والد کو ان کا چچا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مفسر ابو حیان اندلسی رحمہ اللہ (745ھ) لکھتے ہیں:

قِيلَ : إِنَّ آزَرَ عَمُّ إِبْرَاهِيمَ وَلَيْسَ اسْمَ أَبِيهِ وَهُوَ قَوْلُ الشِّيعَةِ يَزْعُمُونَ أَنَّ آبَاءَ الْأَنْبِيَاءِ لَا يَكُونُونَ كُفَّارًا وَّظَوَاهِرُ الْقُرْآنِ تَرُدُّ عَلَيْهِمْ.

''کہا جاتا ہے کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا، ان کے باپ کا نام آزر نہیں تھا، یہ شیعہ کا قول ہے، جو سمجھتے ہیں کہ انبیا کے آباء کفار نہیں ہوتے، جب کہ ظاہر قرآن ان کا رد کرتا ہے۔''

(البحر المحیط : 561/4)

قرآن کے سیاق اور احادیث رسول کو دیکھا کیجئے، تو واضح ثبوت اس چیز کے ملتے ہیں کہ آزران کے باپ ہی کا نام تھا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کے حق میں دعا مانگی۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاغْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ﴾(الشّعراء : ٨٦)

''اور میرے باپ کو بخش دے، وہ گمراہ ہے۔''

(ترجمہ کنزالایمان، ص591)

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ أَتَتَّخِذُ أَصْنَامًا آلِهَةً إِنِّي أَرَاكَ وَقَوْمَكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾(الأنعام : ٧٤)

''جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا: کیا آپ بتوں کو الہ سمجھتیں ہیں، میں آپ کو اور آپ کی قوم کو واضح گمراہی پر سمجھتا ہوں۔''

سوال پیدا ہوسکتا تھا کہ مشرک کے لئے دعا مانگنا تو جائز ہی نہیں، قرآن کریم میں ہے:

﴿وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِّلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ﴾(التوبة : 114)

''ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کے حق میں استغفار صرف اس وعدے کی وجہ سے کیا تھا جو وعدہ انہوں نے اپنے باپ سے کیا تھا، جب ان پر واضح ہوگیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے براءت کر لی۔''

ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد سے وعدہ کیا تھا کہ میں آپ کے لیے رب کے حضور معافی

کا طلبگار رہوں گا۔ جب ابراہیم علیہ السلام کا باپ شرک کی حالت میں فوت ہو گیا، تو ابراہیم علیہ السلام دعا سے رک گئے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَلْقٰى إِبْرَاهِيمُ أَبَاهُ آزَرَ يَوْمَ القِيَامَةِ، وَعَلٰى وَجْهِ آزَرَ قَتَرَةٌ وَغَبَرَةٌ، فَيَقُولُ لَهٗ إِبْرَاهِيمُ : أَلَمْ أَقُلْ لَكَ لَا تَعْصِنِي، فَيَقُولُ أَبُوهُ : فَالْيَوْمَ لَا أَعْصِيكَ، فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمُ : يَا رَبِّ إِنَّكَ وَعَدْتَنِي أَنْ لَّا تُخْزِيَنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ، فَأَيُّ خِزْيٍ أَخْزٰى مِنْ أَبِي الْأَبْعَدِ؟ فَيَقُولُ اللّٰهُ تَعَالٰى : إِنِّي حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الكَافِرِينَ، ثُمَّ يُقَالُ : يَا إِبْرَاهِيمُ، مَا تَحْتَ رِجْلَيْكَ؟ فَيَنْظُرُ، فَإِذَا هُوَ بِذِيخٍ مُّلْتَطِخٍ، فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهٖ فَيُلْقٰى فِي النَّارِ .

”قیامت میں ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر سے ملیں گے، ان کے باپ کے چہرے پر پشیمانی اور غبار ہوگا۔ ابراہیم اپنے باپ سے کہیں گے، کیا میں نے آپ سے کہا نہیں تھا کہ میری نافرمانی نہ کیجئے۔ ان کا باپ کہے گا: آج میں آپ کی نافرمانی نہیں کرتا۔ ابراہیم علیہ السلام اللہ سے عرض کریں گے کہ اللہ تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ مجھے رسوا نہیں کرے گا، تو اس سے بڑی رسوائی بھلا کیا ہو سکتی ہے کہ میرا باپ جہنم میں جا رہا ہے۔ تو اللہ فرمائیں گے، میں نے جنت کو کافروں کے لئے حرام قرار دے دیا ہے۔ پھر کہا جائے گا کہ ابراہیم! اپنے پاؤں کے نیچے دیکھئے۔ وہ دیکھیں گے، ان کے باپ کو گندہ بجو بنا کر کاندھوں

سے پکڑ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔‘

(صحيح البخاري : 3350)

ذرا غور کیجئے، اس کے لئے دعا مانگ رہے، لیکن دعا قبول نہیں ہو رہی، قرآن کہتا ہے وہ دعا اپنے والد کے لئے مانگ رہے تھے۔ تو یہ حدیث نص ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر ہے۔ وہ کافر تھا، جہنم میں جائے گا۔ روز قیامت ابراہیم علیہ السلام اس سے براءت کا اعلان کریں گے۔

❀ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ (۳۱۰ھ) فرماتے ہیں:

أَوْلَى الْقَوْلَيْنِ بِالصَّوَابِ مِنْهُمَا عِنْدِي قَوْلُ مَنْ قَالَ : هُوَ اسْمُ أَبِيهِ، لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى أَخْبَرَ أَنَّهٗ أَبُوهُ، وَهُوَ الْقَوْلُ الْمَحْفُوظُ مِنْ قَوْلِ أَهْلِ الْعِلْمِ ...... فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَإِنَّ أَهْلَ الْأَنْسَابِ إِنَّمَا يَنْسِبُونَ إِبْرَاهِيمَ إِلٰى تَارِخٍ، فَكَيْفَ يَكُونُ آزَرُ اسْمًا لَهٗ وَالْمَعْرُوفُ بِهٖ مِنَ الِاسْمِ تَارِحٌ؟ قِيلَ لَهٗ : غَيْرُ مُحَالٍ أَنْ يَكُونَ لَهُ اسْمَانِ، كَمَا لِكَثِيرٍ مِنَ النَّاسِ فِي دَهْرِنَا هٰذَا، وَكَانَ ذٰلِكَ فِيمَا مَضٰى لَكَثِيرٌ مِنْهُمْ، وَجَائِزٌ أَنْ يَكُونَ لَقَبًا، وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ .

”دونوں اقوال میں سے میرے نزدیک بہترین قول یہ ہے کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کا باپ تھا، اہل علم کا یہی قول محفوظ ہے۔ ......اگر کوئی کہے کہ علمائے انساب ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ ذکر کرتے ہیں، تو اس کا نام آزر کیسے ہو سکتا ہے، جبکہ وہ

تارخ نام سے معروف تھا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ بعید نہیں کہ اس کے دو نام ہوں، جیسا کہ ہمارے دور کے کئی لوگوں کے دو دو نام ہیں اور پہلے زمانوں میں تو یہ بکثرت ہوتا تھا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تارخ اس کا لقب ہو۔ واللہ اعلم!''

(تفسیر الطّبري: 344/9)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الَّذِي قَالَهُ جَيِّدٌ قَوِيٌّ.

''جو بات امام طبری رحمہ اللہ نے فرمائی ہے، وہ بہت اچھی اور قوی ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر: 289/3)

روافض کا یہ نظریہ ہے کہ انبیا کے آباء واجداد کافر نہیں ہو سکتے، وہ اس طرح کی تاویلیں کرتے ہیں کہ یہاں ''اَبٌ'' سے مراد چچا ہے۔ کسی لفظ کا حقیقی معنی چھوڑ کر بلا دلیل مجازی معنی کی طرف جانا جائز نہیں۔

مخالفین کے دلائل:

روافض کہتے ہیں کہ انبیاء کے آباواجداد مومن مسلمان ہوتے ہیں، یہ نظریہ قطعی طور پر قرآن وحدیث اور اجماع امت کے خلاف ہے۔ وہ اپنے اس عقیدے پر یہ آیت پیش کرتے ہیں۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ﴾(الشّعراء: 219)

''جب تو سجدہ کرنے والوں میں پھرتا ہے، وہ تجھے دیکھتا ہے۔''

اس آیت کی تفسیر میں ائمہ تفسیر کی مختلف آراء ہیں:

① مفسر اہل بیت، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

مِنْ صُلْبِ نَبِيٍّ إِلٰى صُلْبِ نَبِيٍّ حَتّٰى صِرْتَ نَبِيًّا .

''ایک نبی کی صلب سے دوسرے نبی کی صلب میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ تو نبی بن گیا۔''

(مسند البزّار (كشف الاستار) : 2242، طَبَقات ابن سعد : 24/1، تفسير ابن ابي حاتم : 2828/9، المُعجم الكبير للطّبراني : 363/11، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

(مختصر زوائد مسند البزّار : 98/2)

ایک روایت کے الفاظ ہیں:

مَا زَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَلَّبُ فِي أَصْلَابِ الْأَنْبِيَاءِ، حَتّٰى وَلَدَتْهُ أُمُّهٗ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ انبیاء کی صلب میں رہے، یہاں تک کہ ان کی والدہ نے انہیں جنم دیا۔''

(دلائل النُّبُوة لابي نُعَيم : 17، المُعجم لابن الاعرابي : 1750، الشّريعة للآجري : 959، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(مَناهِل الصّفا في تخريج احاديث الشِّفا : 7)

اس سے مراد ہے کہ آپ انبیا کی اولاد سے ہیں۔

② نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حالت نماز میں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتے تھے۔

③ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی منفرد، کبھی جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے نظر آتے ہیں،

کبھی رکوع میں کبھی سجدہ میں اور کبھی قیام میں۔

④ اس آیت کریمہ سے نبی کریم ﷺ کا مومنین کے پاس آنا جانا مراد ہے، یہ حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے۔(تفسير الطّبري : 660/17، وسندهٗ حسنٌ)

تو یہ اقوال اس کی تفسیر میں وارد ہوئے ہیں، اس آیت کے سیاق و سباق میں یا روایات وغیرہ میں کہیں بھی وارد نہیں ہوا کہ انبیا کے آبا مسلمان ہوتے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں کہیں سے بھی یہ معلوم نہیں ہوتا، جو لوگ اس آیت کی یہ تفسیر کرتے ہیں ان کے پاس کچھ دلیل نہیں ہے۔

❀ نبی کریم ﷺ سے منسوب ہے:

لَمْ أَزَلْ أُنْقَلُ مِنْ أَصْلَابِ الطَّاهِرِينَ إِلٰى أَرْحَامِ الطَّاهِرَاتِ .

''میں ہمیشہ سے پاکیزہ لوگوں کی صلبوں سے پاکیزہ خواتین کے ارحام میں منتقل ہوتا آیا ہوں۔''

(تفسير الرّازي : 33/13)

یہ شیعہ کی گھڑنت ہے۔ جس کی کوئی سند موجود نہیں، اسلام میں ایسی روایات کی کوئی احتیاج نہیں ہے۔

الحاصل:

① بعض انبیا کے ماں باپ کے مسلمان ہونے پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے، کسی نبی کے ماں یا باپ کے مشرک یا کافر ہونے سے اس نبی کے شان و مرتبہ میں فرق نہیں آتا۔

② ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر تھا، نہ کہ چچا کا نام اور آزر کافر تھا، جیسا کہ دلائل سے واضح ہوا۔ وللہ الحمد!